

سالانہ قیمت تین روپیہ آٹھ آنہ (عہ)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

نور افشاں

پروفیسر محمد اسمٰعیل صاحب ایم۔ اے۔ } ایڈیٹر انچیف
میکلے وارث روڈ۔ لاہور }

پادری غلام مسیح صاحب } اسسٹنٹ ایڈیٹر
میکلوڈ روڈ ۔ لاہور }

پادری ڈبلیو۔ جے کلارک صاحب } مینیجر
ایم۔ اے۔ ایمپرس روڈ۔ لاہور }

خط و کتابت و ترسیل زر وغیرہ بنام مینیجر صاحب ہونا چاہیے۔ تمام مضامین و اشتہارات وغیرہ برای اندراج کاغذ کے ایک طرف تحریر کر کے بنام ایڈیٹرز ارسال فرما کر مشکور فرمائیں۔

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

جلد ۴۵ | ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے۔ ۱۲ فروری ۱۹۲۶ء | نمبر ۷

غزل

(از نتیجۂ طبع ڈاکٹر مولوی حشمت اللہ منشی فاضل)

دلا زخیز و پائے بر بساطِ خود نمائی زن
بمردی ترکِ عصیاں کن دم از فرمانروائی زن

کمر در بند در خدمت چو نے زخویشتن خالی شو
زبے برگی بجو برگ و نوا ہی بے نوائی زن

اسیرِ نفس بودن در خراب آبادِ تن تا کے
قدم در عالمِ جاں نہ ز خود بابِ رہائی زن

بخلوت خانۂ عیسیٰ در آ از خویشتن خالی شو
بسوز ایں خرقہ یا چاکے بدیں دلقِ ریائی زن

زرہ گم کردن اندر ظلمت آبادِ ہوس تا کے
براہ اے آتش اندر آرزو ہائے ہوائی زن

بیفگن آنچہ در سرداری و پا اندریں رہ نہ
گدائی کن در ایں درگاہ کوسِ پادشاہی زن

بمردی دار ہاں خود را ازیں بیگانگاں گسل
بشہر آشنا آ و صلائے آشنائی زن

چو موسےٰ از ہوا بگذر بترکِ ہر دو عالم گو
پس آنگہ در سخن گفتن دم از طورِ سنائی زن

زپا افتادہ در راہِ وصلِ دوست اے حشمت
دو دستِ استعانت در غبابِ کبریائی زن

تمالی افریقہ کے ایک بڑے علاقہ میں تواریگ نامی قوم آباد ہے۔ یہ لوگ خانہ بدوش ہیں اور انکی گذر اوقات اونٹوں کے ذریعہ ہوتی ہے۔ اس قوم کی عورتوں کو ایسی ہی آزادی حاصل ہے جیسی کہ برطانیہ کی عورتوں میں ہے۔ عورتیں بے نقاب رہتی ہیں مگر اس قوم کے مرد ہمیشہ چہرے پر نقاب ڈالے رہتے ہیں۔ عورتیں اپنے لئے خاوند منتخب کرتی ہیں اور بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھاتی ہیں۔ وہ شادی کے بعد بھی جائیداد کی مالک رہ سکتی ہیں۔ انکے خاوند کو انکی جائیداد پر کوئی اختیار نہیں ہوتا۔ (عام)

مذاکرۂ علمیہ

گذشتہ سے پیوستہ

اچھا تشریح پہلے نہ سہی۔ درمیان ہی میں سہی۔ مگر ہے تو سہی۔ اس سے آپ کیوں انکار کرتے ہیں؟ پس و پیش ہو جانے کی وجہ صرف یہ ہوئی کہ اس رسالہ کے نوٹس قلم برداشتہ پادری صاحب نے لکھ کر دیباچہ نویس کے حوالے کر دیئے تھے اور مسٹر موسیٰ خاں صاحب نے اس کے چھپوانے میں ایسی عجلت سے کام لیا کہ ان کو باقاعدہ مرتب کرنے کی بھی مہلت نہ دی مجبوراً دیباچہ نویس نے ہی اس پر ایک مختصر سا دیباچہ لکھ کر بجنسہٖ بلا ترتیب ان کو مسٹر موسیٰ خاں صاحب کے پاس بغرض انطباع بھیجدیا اور انہوں نے فی الفور شائع کر دیا۔ غرضیکہ اس طرح اس کے لائق فائق اور نامور مصنفِ عالیجناب پادری عبد الحق صاحب کو اسے باقاعدہ ترتیب دینے اور اس پر دیباچہ لکھنے کا موقع ہی نہ مل سکا۔

خیر اگر تقدّم و تأخّر کا لحاظ نہیں کیا جائے (جو کہ مجبوراً ہو گیا ہے) تو بھی یہ امر روزِ روشن کی طرح ظاہر و باہر ہے کہ پادری صاحب موصوف نے اس مسئلہ کی کماحقہٗ تشریح کر دی ہے اور مثال بھی دی ہے اور ایسے براہینِ ساطع اور دلائلِ قاطع سے اس مسئلہ کو پایۂ ثبوت پر پہنچا دیا ہے۔ کہ جو واقعی لا تردید اور لاجواب ہیں۔ آپ پر فرض تھا کہ ان دلائل کی نقطہ بنقطہ تردید کرتے۔ مگر آپ تو گھبرائے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ کیوں؟

اور آپ کو جو توحید کے ابطال پر کربناک ہونے پر کمال افسوس ہوا ہے۔ منشائے یہ بھی آپ کی روشنی طبع کا قصور معلوم ہوتا ہے کیونکہ وحدت میں کثرت کا وجود ایسا بدیہی ہے۔

کہ اس کا انکار سفسطہ محض ہے اور مکابرہ بدیہی کا حکم رکھتا ہے۔ آپ اعیان میں سے ایسے واحد کی ایک بھی مثال پیش نہیں کرسکتے جو ہر طرح کی کثرت سے خالی ہو اور چونکہ وحدت محضہ کی تعریف اور اُس کی مثال اور اُس کا ثبوت آپ کے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ اس لئے وحدت محضہ کا ابطال ہی درحقیقت اس دعویٰ کا ثبوت ہوگا۔ کیونکہ جو چیز واحد محض نہیں اُسکی وحدت میں بالضرور کثرت ہوگی۔ اور ان دونوں میں تقابل عدم و ملکہ کا ہے۔

آپ نے سادگی سے اس حقیقت کا اقرار کرکے کہ "**اہلِ اسلام عقیدۂ تثلیث سے اس کے مفہوم کی وجہ سے منکر نہیں**"۔ اپنے اس پہلے دعوے کا ستیاناس کرلیا ہے کہ پادری صاحب موصوف نے اس رسالہ میں معقولی اصطلاحات سے تثلیث جیسے محال عقیدے کو حل کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور آپ کی اس تنبیہ سے کہ آئیندہ مفہوم اور مصداق میں فرق سمجھا کریں"۔ مستنبط ہوتا ہے کہ کلام فہمی آپ پر ختم ہے۔ جناب من رسالہ اثبات التثلیث فی التوحید میں آپ نے کہاں پر لکھا پایا کہ ہم واجب الوجود کا مصداق **کُلی طبعی** مانتے ہیں۔ بلکہ برعکس اس کے اس میں جابجا ہی مرقوم ہے کہ الوہیم تعالیٰ اپنی ذات میں واحد ہے اور اُس کی وحدت میں اقانیم کی تثلیث ہے۔ اگر آپ رسالہ کے نام پر ہی ذرا سا غور فرما لیتے تو آپ پر روشن ہو جاتا کہ ہمارا دعوےٰ توحید میں تثلیث کا ہے نہ کہ مطلق تثلیث کا۔ اب پھر بگوش ہوش سن لیجئے کہ ہم واجب الوجود کے مفہوم کو کُلی کہتے ہیں اور اس کا مصداق ذات واحد الوہیم کو قرار دیتے ہیں مگر اس کی ذات کو واحد محض نہیں مانتے۔ بلکہ اس وحدت میں کثرت کے قائل ہیں۔ پس قصور آپ کے فہم مبارک ہی کا ہے۔ کہ آپ اسلامی توحید (وحدت محضہ) اور مسیحی توحید (ایسی وحدت جس میں کثرت پائی جاتی ہے) میں امتیاز نہیں کرسکے اور اسی غلط فہمی کی بنا پر سورج کی مثال دیدی۔ حالانکہ سورج ہرگز ہرگز واحد محض نہیں۔ بلکہ ایسا واحد ہے کہ اس

میں ایک حیثیت کی کثرت چھوڑ ہر چہار سُو کثرت ہی کثرت پائی جاتی ہے۔ چنانچہ وہ کئی غازی فلزات اور رقیق مادوں کا مجموعہ اور کثیر الاجزا ہے۔ جہاتِ مختلفہ اس میں موجود ہیں۔ نیز اُس میں بہت سی شعاعیں ہیں اور ہر ایک شعاع میں بھی روشنی۔ گرمی اور کیمیائی فعل کی کثرت پائی جاتی ہے۔ اس لئے پادری صاحب نے اپنے رسالہ میں الوہیم تعالےٰ کی وحدت کے لئے سورج کی مثال نہیں دی کہ جس میں کئی نوع کی کثرت پائی جاتی ہے۔ بلکہ واحد شعاع کی مثال دی کہ جس میں روشنی گرمی اور کیمیائی فعل کی کثرت کا امتیاز ذاتی نہیں اور نہ اُس کی تقسیم و تفریق ہوسکتی ہے۔ بلکہ اُس میں صفاتِ ذاتیہ کے آثار یعنی صفاتِ فعل کی وجہ سے امتیاز متحقق ہے

الغرض ہمارا فقط اتنا ہی کام تھا کہ ذاتِ واجب تعالےٰ کے مفہوم میں از رُوئے عقل آپ سے کثرت منوالیں تاکہ آپ کو مسئلہ تثلیث فی التوحید کو **محالاتِ عقلیہ** سے کہنے کی مجال نہ رہے اور پھر اس کے **مصداق** یعنی الوہیم کی ذاتِ واحد میں کثرت دکھا کر آپ کی مسلّمہ وحدت محضہ کا ابطال کردیں۔ پس جبکہ آپ کو واجب الوجود کے **کُلی منطقی** یعنی اس کے مفہوم کے کُلی ہونے میں کوئی کلام نہ رہا۔ اور اُس کے مصداق کے لئے سورج کی مثال دیکر آپ نے خود اپنی ہی طرف سے وحدت محضہ کا قرار واقعی استیصال کردیا ہے۔ تو اپنی توحید (وحدت محضہ) کا بار ثبوت آپ کے دوش مبارک ہی پر رہا اور ہم مسیحی توحید کے اثبات سے سبکدوش ہوگئے۔

آپ نے اسلامی توحید کی حمایت میں قلم اُٹھاتے ہوئے واجب الوجود کا مفہوم کُلی تسلیم کرکے اور اُس کے مصداق کے لئے سورج کی مثال دیکر اپنی علمیت اور سُخن فہمی کی شان پر سخت تیر لگایا ہے۔ جنابِ والا! آپ کے قول کے مطابق بھی سورج اپنی کُلی کا واحد مصداق ثابت ہوا۔ اگر آپ اس واحد کو واحد محض کسی طرح بھی نہیں کہہ سکتے۔ تا وقتیکہ یہ ثابت کر دکھائیں کہ وہ واحد اپنی ذات میں ہر طرح کی کثرت سے خالی ہے۔ آپ کی یہ مثال تب ہی کارگر ہوتی۔ جبکہ ہم دو یا تین مختلف خداؤں کے قائل ہوتے۔ ہم بھی تو مفہوم واجب الوجود کا مصداق واحد خدا ہی کو مانتے ہیں۔ مگر آپ کی طرح اسے واحد محض نہیں مانتے۔ بلکہ اُسکی وحدت میں کثرت کے قائل ہیں۔

علاوہ ازیں مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ اسٹرانومی (علم ہیئت) سے بھی بالکل ناواقف ہیں۔ یاد رہے کہ سورج کا صرف ایک ہی فرد نہیں ہے۔ بلکہ اب تک بیشمار سورج دریافت کئے جاچکے ہیں جو ہمارے سورج سے بدرجہا بڑے اور اس سے بھی زیادہ تر روشن اور تاباں ہیں۔

اب آخر میں التماس ہے کہ آپ رسالہ اثبات التثلیث فی التوحید کو "بادلِ ناخواستہ سرسری نظر سے نہیں بلکہ بنظرِ غور و تعمق پھر ملاحظہ فرمائیں۔ اور تھوڑے عرصہ کے لئے مذہبی تعصب کو چھوڑ کر اس پر خوب غور کریں اور اس کے بعد خوب سوچ سمجھ کر جواب کے لئے قلم اُٹھائیں ورنہ جو جواب آپ نے رسالہ مذکور کا تحریر فرمایا ہے وہ تو اس قابل بھی نہیں کہ اسکو کسی صورت سے جواب کہا جاسکے۔ مجھے بڑا تعجب ہے کہ آپ جیسے فاضل اور ممتاز شخص کے قلم سے ایسا مہمل جواب نکلا!!!

ختم شد



نورافشان

مطبوعہ ۱۲ فروری سنہ ۱۹۲۶ء

ہبوط نسل انسانی اور احمدی دوستوں کی پریشانی

ہمعصر پیغام صلح کے مدیر جناب سردار خاں صاحب

مسند ادارت پر متمکن ہوتے ہی ہبوط نسل انسانی کا رونا لے بیٹھے ہمیں آپ سے دلی ہمدردی ہوگا آپکے سپرد ہبوط نسل انسانی کا ماتم کرنا۔ اس نے جو احمدی اصحاب کو رُلایا تھا اس کا اظہار کرنا عیسائیوں کو تثلیث پرست کہہ کر احمدیوں کو دلاسہ دینا۔ تقدس مآب حضرت امیر جماعت احمدیہ کی وکالت کرنا . . . . . ہوگیا ہے۔ پر ہم اپنے معزز ہمعصر سے اس قدر ضرور عرض کرینگے کہ آپ سخت مشکل میں آپھنسے ہیں۔ "ہبوط نسل انسانی" پر آپ کا آہ و فغاں کرنا عبث ہے۔ حضرت آپ عیسائیوں کو بُرا بھلا کہہ کر احمدیوں کو ہبوط کی گرفت سے نہیں چھڑا سکتے۔ نہ مسٹر خان کے مطالبہ کی تلافی کرسکتے ہیں۔ عیسائیوں میں گالیوں کے برداشت کرنے کی غیر معمولی طاقت پائی جاتی ہے۔ پر وہ اپنی دھن کے پکے ہیں۔ تثلیث پرستی کا ماتم چھوڑ کر اصل بات لکھیں کہ ہبوط نسل انسانی سے آپ کیوں بلبلا اُٹھے ہیں؟ اگر آپ نے تثلیث پرستوں پر طعن کرنا ہے تو رسالہ اثبات التثلیث فی التوحید کا مطالعہ فرماکر طعن کریں۔

آپ کا یہ کہنا بھی درست نہیں کہ احمدی سب خادم اسلام ہیں۔ حضرت آپ سوچ کر لکھیں کہ کیا احمدی خادم اسلام ہیں یا خادم احمدیت ہیں؟ خادم اسلام تو عیسائی بھی ہیں۔ غیر احمدی مسلم اصحاب بھی ہیں۔ اس سے یہ لازم نہیں آجاتا کہ جو کوئی خادم اسلام ہو وہی ہبوط نسل انسانی نامی رسالہ کا جواب لکھنا شروع کردے۔ اس رسالہ کے جوابدہ نہ تو غیر احمدی مسلم ہیں نہ قادیانی احمدی بھائی ہیں نہ عام طور سے لاہوری احمدی بھائی ہیں۔ بلکہ صرف تقدس مآب جناب مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور ہیں۔ اگر آپ جواب دینے میں اپنی معذوری ظاہر فرمائیں تو پھر ہر ایک احمدی کو جواب دینے کا حق حاصل ہے۔ ہمارے خیال میں اس حالت میں مسٹر خان حق بجانب ہیں۔

شذرات

بائبل اور دوسری مذہبی کتابوں میں ہرگز یکسانیت نہیں ہے۔ گو کتاب ہونے میں بائبل دیگر کتب مذہبی کے عین موافق ہے۔ اس کے مٹیریل میں اور دیگر کتب کے مٹیریل میں صرف ناموں اور مکانوں کا اختلاف معلوم ہوتا ہے۔ واقعات میں بھی چنداں تخالف نظر نہیں آتا۔ مگر اس پر بھی بائبل اور دیگر کتب مذہبی میں زمین و آسمان کا بعد جدائی اور فرق ہے

دیگر کتب مذہبی اپنی قدر و قیمت زیادہ تر اسی بات میں رکھتی ہیں کہ ان کا لفظ لفظ اُن کا ہر ایک جملہ ان کی عبارتوں کی ترتیب خدا کی ہے۔ اُن کی تمام عبارتوں میں انسانی عقل و فکر کا دخل ہی کچھ نہیں ہے۔ وہ جس زبان میں لکھی گئی ہیں وہ زبان بھی خدا کی زبان ہے۔ اُن کی کل عبارتیں معجزانہ طور سے خفتہ انسان کے دل و دماغ میں ڈال گئی ہیں۔ اس وجہ سے وہ الہامی ہیں۔ مگر بائبل مقدس کی قدر و قیمت اس اعتبار سے ہے کہ اس کے صحائف میں سے ہر ایک صحیفہ انسان نے لکھا ہے۔ وہ انسانی زبان میں لکھا گیا ہے۔ وہ انسانی علم و ادراک اور انسانی عقل و فکر نہ تجربہ و ضرورت کے احساس کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ اس میں خدا پرست انسانوں کی سوانحعمریاں بھی قلمبند ہوئی ہیں۔ اس میں ان کی زندگی کے انوار و جواہر دکھا کر ان کی کمزوریوں کو بھی ظاہر و بیان کیا گیا ہے۔ جن میں الہامی صداقتوں کے سیارے اور ستارے، ایسے منور و روشن دکھائے گئے ہیں جیسے اندھیری رات میں آسمان کے ستارے اور سیارے چمکتے ہوئے نظر آیا کرتے ہیں۔ پس بائبل الہامی کتاب تو ہے۔ پر وہ اُن معانی کی الہامی کتاب نہیں ہے جن معانی کی الہامی کتابیں دوسرے مذاہب کی ہیں۔ بائبل کے الہام اور دیگر کتب مذہبی کے الہام کو ایک سمجھنے والے اصحاب سخت غلطی کرتے ہیں۔ انہیں چاہئے کہ وہ بائبل کو بائبل کے معانی میں الہامی کتاب سمجھیں۔ غیر مذاہب کے الہام کے خوبصورت ہار بائبل کے گلے میں ڈالنے سے معاف فرمائیں۔ بائبل کو غیر مذاہب کی کتب کے الہام کی مطلق ضرورت نہیں ہے۔

اپنا آپ امتحان کرنا

ہر ایک انسان کی زندگی میں ایسا وقت آیا کرتا ہے جب وہ اپنی بابت اپنی ترقی اور اپنے تنزل کی بابت سوچا کرتا ہے۔ اسے اپنی بابت خود ہی فیصلہ کرنا ہوتا ہے کہ آیا میں بڑھ رہا ہوں یا گھٹ رہا ہوں؟ اسے سچائی سے اپنا آپ جج و منصف ہوکر اپنی بابت حکم لگانا ہوتا ہے۔ خاصکر اپنی زندگی کی ناکامیوں کے موقعوں پر . . . . . حسب ذیل سوالات پیدا ہوا کرتے ہیں۔ میری وہ کونسی کمزوری یا غلطی ہے جسکی وجہ سے ایسا ایسا نقصان وقوع میں آیا! میری زندگی کا کیا مقصد ہے؟ کیا میں بغیر مقصد جی رہا ہوں؟ کیا میں چست و چالاک ہونے کی نسبت زیادہ سست اور کاہل ہوں؟ کیا میں زندگی کے جنگ میں شکست خوردہ ہوں؟ کیا میں سخت ڈرپوک ہوں اور اپنے مخالف اسباب کے آگے کھڑا ہونے سے بیٹھ

سے نے رہ چکا ہوں؟ یا میں نے سرگرم ہو کر اعتدال پسند رہنا اختیار کر چکا ہوں؟ کیا میں روحانی قوت و طاقت ضائع کر چکا ہوں؟ کیا میں اپنی پہلی محبت جو مجھے مسیح سے تھی کھو چکا ہوں؟ اگر ایسا ہی وقوع میں آچکا ہے تو اب میں کیا کروں کہ میں پھر زندگی کے اعلےٰ مقصد کو حاصل کروں؟ اپنے نقصانات کی تلافی کروں؟ یہ ایسے سوالات ہیں جن کا جواب ایک زندہ اور خود دار شخص خود تجویز کر لیتا ہو پر مردہ انسان جو زندہ دکھائی دیتا ہے اُن سے واقف و آگاہ ہی نہیں ہوتا۔ خدا سے اپنی فتح و شکست کے خیالات کبھی خوش یا ناخوش کرتے ہیں۔

ایک دُعا

اے خدا تو مجھے جانچ اور میری ہدایت کر۔ اے خدا فرما کہ تیرا بندہ سُنتا ہے۔ دکھا کہ تیرا بندہ دیکھتا ہے۔ میں تیری محبت بھری رضا کا تابعدار ہونے کو تیار ہوں۔ صفائی سے مجھ پر ظاہر کر کہ میری زندگی کی نسبت تیری مرضی کیا ہے؟ تو مجھے اپنے احکام و مطالبوں کی سمجھ عنایت کر مجھے اپنے ادب کا استقلال عطا فرما۔ کمزوری میں زور ناتوانی میں توانائی بخش۔ میرے اندر پاک دل پیدا کر اور ایک مستقیم روح میرے باطن میں نئے سرے سے ڈال۔ مجھے پھر کے زندہ کر۔ اپنی محبت کی آگ اور سرگرمی مجھے دوبارہ عطا فرما۔ تاکہ میری باقی زندگی سے تیرا مدعا اور مقصد پورا ہو اور میں آگے کو شکست خوردہ ہو کر تیرے نام کی ہتک کا باعث نہ بنوں۔ یسوع مسیح کے طفیل سے یہ بخش دے آمین

مسیحی رفتار

مسیحی خدا کی روح سے چلتا ہے ۸ : ۱۶ وہ نور میں چلتا ہے۔ ۱ یوحنا ۱ : ۷ وہ محبت سے چلتا ہے افسی ۵ : ۲ وہ نیک عمل کرتا ہے افسی ۲ : ۱۰ وہ داناؤں کی مانند ہوشیاری سے چلتا ہے افسی ۵ : ۱۵

ہمیں تازہ چیزوں کی ہر روز ضرورت ہے

اور روح القدس کے تازہ مسح کی ضرورت ہے۔ زبور ۹۲ : ۱۰ خدا کے کلام کے نئے نور کی ضرورت ہے گنتی ۹ : ۸ زندگی کے چشموں کے تازہ پانیوں کی ضرورت ہے یسعیاہ ۲۷ : ۳ خدا کی تازہ طاقت و قوت کی ضرورت ہے ۲ کرنتھ ۴ : ۱۶

زندگی کی تبدیلی

اُس نے یسوع مسیح کی تلاش کی۔ اُس نے یسوع مسیح پر اعتبار کیا۔ اس نے خوشی سے یسوع مسیح کو قبول کیا۔ اس نے اپنا دل اور گھر یسوع مسیح کے لئے کھولا۔ وہ یسوع مسیح کا پیرو ہوا۔ زندگی کے ہر ایک قدم میں ترقی نمایاں ہے۔ کیا ہماری مسیحی زندگی میں ترقی ہے؟ ہم یہاں پر دو باتوں کے ذمہ دار ہیں۔ اول سکون کے دوسرے تنزل کے۔

خدا کی محبت یوحنا ۳ : ۱۶

خدا کا محبوب۔ خدا کی محبت کی گہرائی کی پیمائش و قدر خدا کی محبت کی وسعت و رسائی۔ خدا کی محبت کے نتائج اور پھل۔

دراصل خدا کا محبوب ہی خدا کی محبت کو جان سکتا ہے۔۔۔ گو تمام دنیا بنی آدم سے آباد ہے۔ مگر جیسے زید اپنے محبوب بکر کی محبت کو جان سکتا ہے باقی کوئی نہیں جان سکتا۔ ایسے ہی خدا کی محبت کو خدا کا محبوب ہی جان سکتا ہے۔ ناظرین کیا آپ کو بھی خدا کی محبت کا احساس ہوتا ہے؟

ڈاکٹر آرسن

دہلی میں کونسل آف سٹیٹ اور اسمبل کے تمام ممبران میں سرکلر تقسیم کیا جا رہا ہے جس میں ان سے استفسار کیا گیا ہے کہ آیا وہ نئے وائسرائے ہند لارڈ ارون کے داخلہ ہندوستان اور لارڈ ریڈنگ کی روانگی بطرف انگلینڈ کے وقت بمبئی میں حاضر ہونا پسند کرتے ہیں۔ ممبران سے جلدی جواب دینے کے لئے کہا گیا ہے۔ کیونکہ اپالو بندر میں نشست کے انتظامات کے متعلق تکلیفات پیش آئینگی۔ (عام)

مسیحی مناظر کا عزم پنجاب

احباب کرام کی جانب سے ہمیں اکثر استفسارات موصول ہوتے رہتے ہیں کہ پادری سلطان محمد خان صاحب پنجاب میں کب تشریف لائینگے جواب میں مجموعی طور پر عرض ہے کہ آپکی چٹھی مرقومہ ۶ فروری سے ظاہر ہے کہ آپ عنقریب گوجرانوالہ میں تشریف لانے کو ہیں۔ پروگرام کا ابھی فیصلہ نہیں ہؤا۔

نیز نہایت فرحت و انبساط کے ساتھ یہ خبر دی جاتی ہے کہ اگلے نمبر سے پادری صاحب کا ایک مضمون بعنوان "کیفیت مباحثہ سیالکوٹ اور پیغام صلح لاہور" شروع ہوگا۔ اس رسالہ پر لاہوری پارٹی کے احمدی اخبار پیغام صلح نے ایک ریویو لکھا ہے اور آپ نے اس کا اس قدر دلچسپ اور زبردست جواب لکھ کر بھیجا ہے کہ ناظرین کرام نور افشاں یقیناً عش عش کر اُٹھینگے۔ جب سے یہ رسالہ شائع ہؤا ہے احمدیوں کی آئے دن کی یہ ڈینگ کہ جہاں کوئی احمدی نظر آئے پادری وہاں سے بھاگ جاتے ہیں اُسی روز سے بند ہو چکی ہے اور اب پادری صاحب کے جواب سے دنیا دیکھ لیگی کہ جہاں کوئی پادری نظر آجائے وہاں سے احمدی بھاگ جاتے ہیں۔ پیغام صلح کے اڈیٹر صاحب نے کہا ہے کہ لاہوری اور قادیانی پارٹیوں میں کوئی اصولی اختلاف نہیں۔ اس کا پادری صاحب نے بہت ہی عمدہ جواب دیا ہے۔ مسیحیوں سے ہم یہ عرض کرتے ہیں کہ احمدیوں کے ساتھ صرف نبوت مرزا ہی پر بحث ہونی چاہیے اور اس امر کیلئے رسالہ "کیفیت مباحثہ سیالکوٹ" نہایت ہی زبردست اور آسان راہنما ہے جب ہمارے مناد اس رسالہ کو پڑھ لینگے تو انکو احمدیوں کی چالاکی اور ہوشیاری کا علم ہو جائیگا ہم حیران ہیں کہ اب جو پادری سلطان محمد خانصاحب اور پادری عبدالحق صاحب کی شکل دیکھ کر احمدی بھاگتے ہیں تو اسکو پادری صاحبان کا معجزہ کہیں یا مرزا صاحب کا۔ بہرحال اصل حقیقت پادری صاحب کے مضمون سے واضح ہو جائیگی جو اگلے نمبر میں شروع ہو جائیگا

خان



لائلپور چرچ پلپٹ

یردن دریا کے سات غوطے

ہسلاطین ۵ - ۱۰

پادری وزیر چند صاحب بی۔اے کے ہر ایک پیغام میں زندگی اور تازگی ہوتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی سادگی اور اختصار کا یہ عالم ہوتا ہے کہ آپ کا پیغام ہمیشہ کوزے میں دریا بند ہوا کرتا ہے۔ ہم ناظرین کرام سے گذارش کرتے ہیں کہ وہ یردن کے سات غوطوں کے مضمون کو غور سے پڑھیں اور خدا کے خادم کے پیغام کو دل و دماغ میں جگہ دیں اور دیکھیں کہ کہیں آپ کو بھی یردن میں سات غوطے کھانے کی ضرورت تو نہیں ہے۔ ایڈیٹر

نعمان شاہِ آرام کا بہادر اور فتحمند سپاہ سالار تھا۔ اسکی فتوحات کے باعث شاہِ آرام کے نزدیک اُسکی بہت عزت تھی۔ دولت اور اختیار بہت تھا۔ مگر باوجود ان سب باتوں کے وہ کوڑھی تھا۔ ظاہراً اُس کا سب کچھ درست تھا۔ مگر اس کے بدن پر ایک لعنتی بیماری تھی۔ فی زمانہ بہت سے شخص ایسے پائے جاتے ہیں جو بظاہر اچھے کامیاب مسیحی معلوم ہوتے ہیں۔ مگر درپردہ وہ گناہ کی لعنتی بیماری کے شکار ہیں۔ آج میں اس آیت کے ذریعہ سے ایسے ظاہرا اچھے بھلے مسیحیوں سے کلام کرنا چاہتا ہوں۔

نعمان کو ایک اسرائیلی اسیر شدہ غلام لڑکی سے معلوم ہوا کہ بنی اسرائیل میں ایک مردِ خدا ہے۔ جو کوڑھ جیسی بیماری سے شفا دے سکتا ہے۔ بجائے اس کے کہ سیدھا اس نبی کے پاس جاتا جس سے شفا کی خبر ملی تھی۔ اس سپہ سالار نے اپنے بادشاہ سے شاہِ اسرائیل کی طرف ایک سفارشی چٹھی لی اور تقریباً ڈھائی لاکھ روپیہ کی قیمت کی چاندی، سونا خچروں پر لادلیا اور دس جوڑے خلعت اپنے ساتھ لئے اور بڑے کرّ و فر سے کوڑھ سے شفا پانے ملکِ اسرائیل کی طرف روانہ ہوا۔ شاہ اسرائیل نے اس ساری بات کو لڑائی شروع کرنے کے لئے بن ہدد شاہِ آرام کی ایک تجویز سمجھ کر بڑے غصے اور مایوسی سے جواب دیا۔ مگر افسوس شاہ اسرائیل کو معلوم نہیں تھا کہ اس کی سلطنت میں ایک شخص موجود ہے جو شفا دلوا سکتا ہے۔ الیشع نبی کو اس ماجرہ کا پتہ لگتا ہے۔ اُس نے شاہ اسرائیل کو کہلا بھیجا کہ مایوس نہ ہو اس سپاہ سالار کو میرے پاس بھیج دے۔ نعمان مع اپنے کیمپ کے الیشع نبی کی جھونپڑی کے سامنے کھڑا ہوا۔ مردِ خدا نے اندر سے کہلا بھیجا کہ اسے کہو کہ دریائے یردن میں سات غوطے مار تو تو اچھا ہو جائیگا۔ یہ پیغام سنتے ہی نعمان آگ بگولا ہوا۔ کچھ زندگی کی شیخی تھی۔ کچھ قومی غرور تھا۔ کچھ دولت کا فخر تھا۔ گوارا نہ ہوا کہ مردِ خدا کے سادے نسخے کو استعمال کرے۔ سوچا کہ اس میں میری بڑی بے عزتی ہے کہ نبی اپنی جھونپڑی میں بیٹھے بیٹھے کسی کے ہاتھ اُسے پیغام بھیج دے اور وہ بھی یہ کہ یردن جیسے دریا میں غوطے ماروں۔ حالانکہ میرے اپنے ملک میں اس سے بدرجہا بڑھ کر نہریں ہیں۔

ناظرین۔ یہاں ٹھہر کر آؤ ذرا نعمان کی روحانی زندگی کا بھی اندازہ کریں اور دیکھیں وہ ہمیں کیا عبرت دیتی ہے۔

اوّل۔ ہم نے دیکھا کہ نعمان کے جسم پر کوڑھ تھا جو اُسکی جسمانی زندگی کو کھا رہا تھا۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ اسکی روحانی زندگی بھی بغیر بیماری کے نہ تھی۔ اُسکی اندرونی اور روحانی زندگی میں بھی کسر تھی۔ نعمان کی زندگی میں شیخی اور غرور تھا جب اُس نے نبی کا پیغام سنا نعمان آگ بگولا ہو گیا۔ اس میں شیخی اور خودنمائی کی آگ بھڑک اُٹھی اور ملول ہوا۔

ایک اور کسر اُس میں تھی۔ اُس میں قومی شیخی تھی۔ جب اُسے کہا گیا کہ جا یردن دریا میں غوطے مار۔ فوراً اُسے اپنے ملک کے دریاؤں کا خیال آیا۔ "دیکھو اباناہ اور فرفر دمشق نہریں اسرائیل سارے پانیوں سے کہیں بہتر نہیں کیا میں ان میں نہا دھو نہیں سکتا کہ چنگا ہوؤں"؟ ایک تو اسکی خودی اور دوئم قومی غرور اسکو چنگا ہونے نہیں دیتا۔ بہت سے مسیحی لوگوں کو اُن کی اپنی خودی اور خاندانی شیخی انہیں بہت سی برکتوں سے روک رہی ہے مسیحی ممالک کی مسیحیت ابھی قومی غرور کا شکار ہو رہی ہے۔

ایک اور کسر اس میں تھی۔ اُس کا فخر اُسکی دولت پر تھا وہ خدا کی اس بخشش کو روپیہ پیسہ سے خریدنا چاہتا تھا۔ وہ اپنے ساتھ بہت سونا چاندی اسی غرض سے لایا تھا کہ وہ شفا کے بدلے اپنی چاندی سونا پیش کریگا کلام میں ایک ایسی ہی اور مثال ملتی ہے۔ سامریہ کے سادہ لوگوں کے درمیان ایک بڑا ہوشیار جادوگر رہتا تھا۔ جو اپنی جادوگری سے ان لوگوں کو حیران رکھتا تھا جب سامریہ میں فلپس کی خدمت کے وسیلے روحانی بیداری پھیلی اور ان لوگوں نے روح القدس کی قوت کو حاصل کیا تو اس جادوگر نے بھی بہت سا روپیہ پیش کیا کہ مجھے بھی یہ روح القدس دو۔ پطرس نے کہا "تیرے روپیہ تیرے ساتھ غارت ہوں۔ اس لئے کہ تم نے خدا کی بخشش کو روپیوں سے حاصل کرنے کا خیال کیا۔ تیرا اس امر میں نہ حصہ ہے نہ بخرا۔ کیونکہ تیرا دل خدا کے نزدیک خالص نہیں۔ کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ تو پت کی کڑواہٹ اور ناراستی کے بند میں گرفتار ہے"۔ ہمیں ایسے شخصوں کے نمونے کے لئے پہلی و دوسری صدی ہی میں نہیں جانا پڑتا۔ آجکل بھی ایسے مسیحی موجود ہیں بلکہ کلیساؤں کے سرگروہ لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے مسیحیت کو محض ایک آرام طلب مذہب بنا رکھا ہے۔ ایسے لوگ جو کلیسیائی کاموں میں فراخدلی سے روپیہ پیسہ دیتے ہیں اپنی خیرات کرکھلے دل سے دینگے۔ تاکہ لوگ یہ خیال کریں

کہ انہیں کلیسیائی کام سے بڑی دلچسپی ہے۔ گویا دینداری کی ظاہری وضع کو وہ اپنے روپیہ پیسہ سے قائم رکھنا چاہتے ہیں۔ پر اُن کی شخصی زندگی میں خودی اور شیخی اور تکبر کا کوڑھ ہے۔ وہ نعمان سے کم نہیں جس نے کوڑھ سے صحتیابی کی نعمت کے بدلے اپنا روپیہ پیسہ پیش کیا تھا کسی شخص کا مذہب اور دینداری اس کے ان باطنی خواص کا نتیجہ ہیں۔ جو از سرنو پیدا شدہ انسانیت سے پیدا ہوتے ہیں نہ کہ جو کچھ اس کا رسوخ اور دنیوی دولت اُسے دنیا کے سامنے بنا دیتی ہے۔

علاج اس کے کوڑھ کا یہ تھا کہ نعمان یردن دریا میں سات بار غوطے مارے۔ اس نسخہ میں نبی کا مطلب یہ نہیں تھا کہ اس کے بدن کا کوڑھ ہی دور ہو جائے بلکہ نبی کی اور غرض بھی معلوم ہوتی ہے۔ یردن دریا کے ان سات غوطوں میں میں سات باتیں دیکھتا ہوں جو نعمان کو کرنی پڑیں اور اُسے جسم ہی کی صحت حاصل نہیں کرنا تھی بلکہ اُسکا روحانی فائدہ ہونا بھی ضرور تھا ورنہ یردن کے کنارے جب وہ تیار ہو رہا تھا کہ پانی میں اُتر کر غوطہ کھائے اُسے

اوّل۔ اپنے کوڑھی ہونے کا احساس ہوا۔ جب اُس نے اپنا سب سے باہر کا آرائشی لباس اُتار اور اپنے بدن کی طرف دیکھا اُسے بخوبی معلوم ہو گیا کہ میں کیسا بڑا کوڑھی ہوں۔ یہ ہے گناہ کی پہچان۔

دوم۔ اُسے اپنی زندگی کی شیخی کو ترک کرنا پڑا۔ یہ ہے حلیم بننا اسے حلیم ہونا پڑا۔

سوئم۔ اسے اپنی عزت کا خیال چھوڑنا پڑا۔ یہ ہے خود انکاری۔

چہارم۔ اسے اپنا قومی غرور ترک کرنا پڑا اور یردن ہی میں غوطے مارنے پڑے۔ یہ اسکا پست ہونا ہے۔

پنجم۔ نبی کا حکم ماننا پڑا۔ یہ ہے فرمانبرداری

ششم۔ اپنے بتوں کا اور دولت وغیرہ کا بھروسہ چھوڑنا پڑا۔ یہ توکل و بھروسہ کی علامات ہیں۔

ہفتم۔ سچے خدا اور اسرائیل کے خدا پر بھروسہ۔ یہ ہے سچے ایمان کا اعتقاد و اعتماد۔

میں یقین کرتا ہوں کہ نعمان کو سات غوطے دریائے یردن میں کھانے سے پیشتر سات روحانی غوطے بھی کھانے پڑے۔ کیونکہ نہ صرف وہ جسمانی طور سے صحت یافتہ شخص بن گیا بلکہ روحانی طور سے بھی پہلے سے بہتر چنگا بھلا ہونے کے بعد وہ واپس آتا ہے۔ الیشع کے سامنے کھڑا ہوتا ہے آگے وہ رتھ پر ہی رہا اور توقع رکھتا کہ الیشع آپ اس کے پاس نکل آئیگا۔ اب وہ حلیم ہے۔ شکر گذار ہے۔ سچے خدا کا پرستار بن گیا ہے

ہر ایک ایسے ظاہر پرست۔ خود غرض اور شیخی باز مسیحی کو روحانی طور سے یہ غوطے کھانے پڑتے ہیں۔ ورنہ وہ کوڑھ سے شفا نہیں پا سکتے۔

ذریعینہ

ریویوز

ایسٹر۔ یہ کتاب پادری ای۔ پی جینویر صاحب پی ایچ۔ ڈی کی تازہ تصنیف ہے جسے نارتھ انڈیا کرسچن ٹریکٹ اینڈ بک سوسائٹی الہ آباد نے شائع فرمایا ہے۔ مضمون کتاب کے نام سے ظاہر ہے کہ یہ رسالہ یسوع مسیح کے مُردوں میں سے زندہ ہونے کی خوشی کے متعلق لکھا ہے۔ جو خاص مسیحیوں کی ایسٹر کی عید کے موقع پر مسیحی عبادت کی ترتیب سے علاقہ رکھتا ہے۔ شہری اور دیہاتی مسیحی جماعتوں کے بچوں کو سکھانے کے لئے زیادہ مفید ہے رسالہ کی خوبی کیلئے مصنف کا نام نامی اور اسم گرامی ہی ضمانت . . . ہ . کافی ہے۔ قریباً ۵۰ صفحہ کی ضخامت اور کاغذ لکھائی اور طباعت درجہ اول کی ہے قیمت برائے نام صرف ۴ر ہے۔ ٹریکٹ اینڈ بک سوسائٹی الہ آباد کے مینیجر سے طلب فرمائیے۔

پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی انارکلی لاہور کی طرف سے ذیل کی کتابیں جو مسیحیوں اور مسلموں کیلئے بالتخصیص مفید ہو سکتی ہیں اور ہر ایک مسیحی مناد کے لئے خاص طور سے فائدہ مند ہیں ابھی حال ہی میں شائع ہوئی ہیں مثلاً (۱) انسان کیا ہے (۲) حیات المسیح (۳) محمد صاحب از روئے اسلام (۴) حالات و تعلیمات مسیح (۵) کرنتھی مسیحیوں کو پولوس رسول کے دوسرے خط کی تفسیر (۶) ہادی النسا (۷) آسمانی بادشاہت (۸) مسیح کی موت کے مختلف پہلو (۹) روح القدس از روئے قرآن اور بائبل (۱۰) ۵۰ دلچسپ اور نصیحت آمیز کہانیاں (۱۱) مسیح کی زندگی اور تعلیمات (۱۲) تعلیم نجات از روئے قرآن (۱۳) گناہ کیا ہے۔ (۱۴) روزہ سوسائٹی مذکور نے یہ تمام رسالے شائع فرما کر پبلک پر کمال احسان کیا ہے۔ کاغذ لکھائی چھپائی نہایت اعلےٰ ہے۔ قیمت نمبروار حسب ذیل ہے۔

نمبر۱ - ۳ر نمبر۲و۳ - ۸ر نمبر۴و۵ - عہ نمبر۶ - ۱۲ر نمبر۷ - ۲ر نمبر۸ - ۲ر نمبر۹ - ۳ر نمبر۱۰ - ۵ر نمبر۱۱ - ۳ر نمبر۱۲ - ۳ر نمبر۱۳ - ۳ر نمبر۱۴ - ۱ر کتب مذکورہ بالا کو مینیجر پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی انارکلی لاہور سے طلب فرمائیں

انتقال پر ملال

مرحومہ کی موت نے ۸ جنوری ۱۹۲۶ء کو بوقت ۸ بجے شام کو ہمیشہ کے لئے آنکھ بند کر دی

آج میں غم کی صدا ناظرین نور افشاں کی خدمت میں بالعموم اور بالخصوص پنجاب کے دوستوں کی خدمت میں بلند کرنا اپنی زندگی کی خوشی تصور کرتا ہوں۔ آپکا پیارا دوست آج کیوں غمزدہ اور آنسو بہاتا ہوا نظر آتا ہے۔ آپ پادری نکلسن اور ان کی اہلیہ صاحبہ سے خوب واقف ہیں۔ پادری نکلسن کی اہلیہ صاحبہ آج اُن کو اپنے گھر میں نظر نہیں آتیں اور نہ ہی بچوں کی ماں بچوں کو نظر آتی اور ان کے آنسو دُکھ بھری چھاتی کے ساتھ لگا کر پونچھتی۔ بلکہ جو گھر گل کی طرح کھلا ہوا تھا آج

غم والم میں مرجھایا ہوا نظر آتا ہے۔

ناظرین۔ پادری بکال صاحب کی اہلیہ صاحبہ ۲۰ برس تک پنجاب اور رڑکی کے علاقہ میں ہندی علم کی وجہ سے ہندوؤں کی لڑکیوں میں خداوند مسیح کو زندہ ثابت کرتی رہیں۔ وہ پاسبان کی بیوی ہونے کی حیثیت میں ہر دلعزیز اور غمگسار شریف عورت مرتے دم تک بنی رہی وہ نہ صرف خداوند کی عزت کا باعث کا ہوتی رہی۔ بلکہ اپنے خاوند کی عزت کا بھی باعث ہوتی رہی۔ وہ ۳۱ برس تک اپنے خاوند کے ساتھ وفاداری کے ساتھ رہی اور ۴۷ برس کی عمر میں یکایک اپنے خاوند کو اور بچوں کو ہمیشہ کے لئے مفارقت دے گئیں۔ میری درخواست ناظرین نور افشاں سے یہ ہے کہ پادری صاحب اور ان کے بچوں کے لئے دعائیں کی جائیں "کہ خداوند جو تسلی کا چشمہ ہے ان کو تسلی ... عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

خادم۔ سلامتی کا بشیر۔ چمن خاں

انر۔ لاہور

متحدہ کلیسیا ہند (شمالی)

سنڈ شمالی ہند

سنڈ کا اجلاس بمقام سہارنپور بروز بدھ بتاریخ ۱۴ اپریل ۱۹۲۶ء کے روز دوپہر ۱۲ بجے فراہم ہوگا۔ کل پرسبٹیریوں سے درخواست ہے کہ وہ اپنے اجلاس کا ایسا انتظام کریں کہ وہ سنڈ کے اجلاس سے پہلے فراہم ہولیں اور ۳۰ مارچ تک ضرور بہ ضرور سنڈ کے متعلق سب کارروائی انجام پائے۔ بعد اس کے فوراً خادم کو ایسے مضامین کی اطلاع دی جائے جو سنڈ میں پیش کرنے کے قابل ہیں۔ ایلچیوں کا چنا جانا نہایت ہی ضروری امر ہے بلکہ سٹیڈ کلارک صاحبان کو خادم کی طرف سے خط ملینگے اور امید قوی ہے کہ وہ خطوط کے متعلق سب ضروری کارروائی کرینگے۔ ایلچی اپنے آنے کی خبر وقت مقررہ سے ایک ہفتہ پیشتر پادری بی۔ بی۔ رائے صاحب کو دیں دعا کی جائے کہ سنڈ کے اجلاس کے ذریعے کلیسیا کی ترقی ہو۔ سہارنپور کنونشن پیر ۱۲ اپریل کی شام کو ختم ہوگی۔ سو امید ہے کہ بہت سے ایلچی کم از کم اتوار اور پیر کو کنونشن میں بھی شریک ہونگے۔

آپ کا خدمتگذار اے۔ رلارام

سٹیڈ کلارک سنڈ شمالی ہند۔

کیا مسیحیت عالمگیر مذہب ہی

گزشتہ سے پیوستہ

مخالفان مسیحیت جن کا یہ خیال ہے کہ خداوند مسیح اپنے مشن کو اہل یہود تک ہی خیال کرتے تھے اب اس شکل میں پڑے کہ مسیحیت کو غیر اقوام میں پھیلنے کی کس طرح تشریح کریں۔ انہوں نے اب یہ رویہ اختیار کیا کہ مسیح تو صرف ایک یہودی مصلح تھا۔ لیکن غیر اقوام کے درمیان انجیل کو پھیلانے کا سہرا مقدس پولوس کے سر پر باندھ دیا وہ کہتے ہیں کہ مسیحیت کی اشاعت کی ابتدا پولوس سے ہوئی۔ اور اسی نے اسکو ایک عالمگیر مذہب بنا دیا ورنہ مسیح تو نہ کسی مذہب کا بانی ہے اور نہ ہی مسیحیت کی اشاعت اس کے خیال میں کبھی آئی تھی۔ ہم نے سطور بالا میں یہ ظاہر کر دیا ہے کہ یہ نظریہ بالکل غلط ہے۔ خداوند مسیح نے خود ایک عالمگیر مذہب کی بنیاد رکھی۔ اپنے طرز عمل اور واقعات زندگی سے اور تعلیم اور احکام سے یہ ظاہر کر دیا کہ وہ کل بنی نوع انسان کے منجی ہو کر دنیا میں آئے تھے۔ یہ اصحاب مقدس پولوس کو اتنی بڑی عظمت دیتے ہیں جس کا وہ مستحق نہیں تھا۔ اس کے ایک عظیم الشان انسان ہونے میں کسی صحیح العقل شخص کو شبہ نہیں ہو سکتا لیکن شاگرد استاد سے بڑا نہیں ہوتا۔ مسیحیت کی اشاعت کا خیال خداوند مسیح سے ہی شروع ہوا تھا۔ مقدس پولوس نے خداوند کی ہدایت پر ہی عمل کر کے اس کو غیر اقوام تک پہنچایا اور پولوس کے مسیحی ہونے سے پہلے دیگر رسول اپنے منجی کے پیغام کو یہودیوں۔ سامریوں اور یونانیوں تک پہنچا چکے تھے۔ پس اس امر میں مقدس پولوس رسول کو کلمتہ اللہ اور وجیہاً فی الدنیا والآخرہ پر کوئی فضیلت نہیں۔ جائے تعجب ہے کہ پولوس تو اپنے آپ کو خداوند کا رسول ہونے کے لائق "نہ" سمجھے اور یہ اصحاب اسکو خداوند

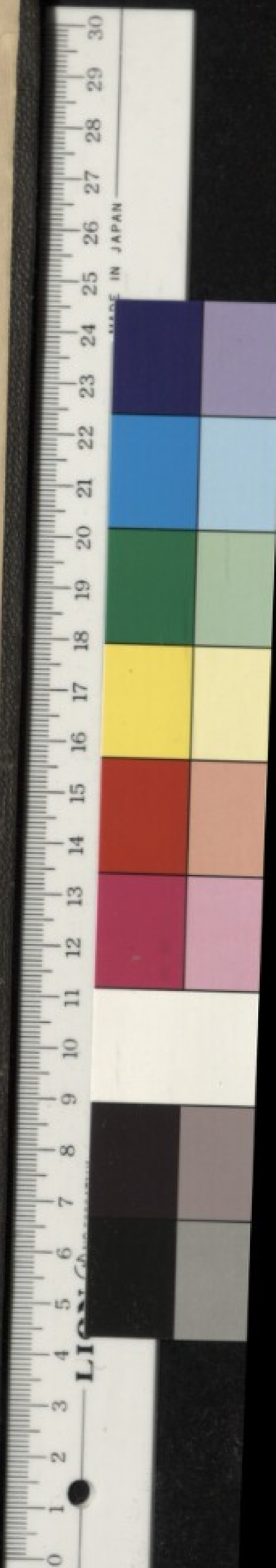
سے افضل سمجھیں۔ حق تو یہ ہے کہ خداوند مسیح نے ہی جیسا وہ خود اقبال کرتا ہے اسکو یہودیت کی غلامی سے آزاد کیا تھا اور اس طرح وہ آزاد مسیحیت کا ایک عظیم الشان واعظ بنا۔

یہ احباب اپنے دعوے کے ثبوت میں اعمال الرسل کے پندرھویں باب کو پیش کرتے ہیں جب کلیسیا نے یروشلیم میں مسیحیوں کے موسوی شریعت کے تابع ہونے کے برخلاف فیصلہ کیا تھا۔ لیکن یہ احباب اس بات کو نہیں جانتے کہ اس کانفرنس میں متنازعہ فیہ امر یہ نہیں تھا کہ غیر اقوام میں انجیل کی بشارت دی جائے یا نہیں۔ سوال یہ تھا کہ کن شرائط پر ان کو کلیسیا میں شامل کیا جائے۔ خداوند مسیح نے غیر اقوام کے درمیان انجیل کی بشارت کا حکم دیا تھا۔ اور مقدس پولوس کے مسیحی ہونے سے کئی سال قبل غیر یہودیوں میں انجیل جلیل کے پیغام کی بشارت دی جا چکی تھی۔ لہٰذا یہ امر زیر بحث نہیں تھا۔ لیکن خداوند نے اُن شرائط کا فیصلہ اپنی زبان مبارک سے نہیں دیا تھا جن کے مطابق غیر اقوام کلیسیا میں شامل ہو سکتے تھے لیکن خداوند نے یہ وعدہ کیا تھا کہ روح القدس یعنی سچائی کا روح آئیگا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائیگا (یوحنا ۱۶: ۱۳)۔ یروشلیم کی کانفرنس میں اس سچائی کے روح نے رسولوں کی معرفت یہ فیصلہ کیا کہ غیر مختون مسیحی موسوی شریعت کے تابع نہیں ہیں۔ کتاب اعمال الرسل سے ظاہر ہے کہ مقدس پطرس کرنیلیس کے گھر اس واسطے نہیں جانا چاہتا تھا کہ اس کو غیر قوم والے سے صحبت رکھنی یا اُس کے ہاں جانا نا جائز تھا۔ نہ کہ وہاں انجیل کی بشارت نہ کرے۔ مقدس پطرس پر یروشلیم میں الزام یہ لگایا گیا کہ "تو نامختون کے پاس گیا اور ان کے ساتھ کھانا کھایا"۔ نہ کہ کیوں غیر قوموں نے بھی خدا کا کلام قبول کیا"۔ (اعمال ۱۱: ۲-۱)۔ اس کے برعکس مختونوں نے یہ سنکر خدا کی بڑائی کر کے کہا بے شک خدا نے غیر قوموں کو بھی زندگی کے لئے توبہ کی توفیق دی ہے۔ (۱۸)

پس جس طرح خداوند مسیح کے طرز عمل سے یہ ثابت ہو گیا تھا کہ منجی کونین اپنے آپ کو کل بنی آدم کے لئے رحمۃ اللعالمین خیال فرماتے تھے۔ اسی طرح دوازدہ رسول کی زندگی کے واقعات پر سرسری نظر مارنے سے یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ اُن کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ خداوند مسیح کی آمد کی بخشش ایک فیض عام ہے جس سے مختون اور غیر مختون یہودی اور غیر یہودی غرضیکہ تمام ممالک اور اقوام کے لوگ برکت پاتے ہیں۔ انجیل جلیل میں علاوہ اناجیل اربعہ کے جتنی تصنیفات ہیں وہ اس امر کی شاہد ہیں۔ پولوس رسول کی تمام تحریرات درحقیقت ایک مبلغ مسیحیت کے خطوط ہیں جو اس نے وقت بوقت اپنے نو مریدوں کو تحریر کئے تھے اُن کا اول و آخر۔ ابتدا اور انتہا اور علت غائی سب یہی ہے کہ "یہ بات سچ اور ہر طرح سے قبول کرنے کے لائق ہے کہ مسیح یسوع گنہگاروں کو نجات دینے کے لئے دنیا میں آیا" (۱ تمطا ۱: ۱۵) دوازدہ رسولوں کا یہی مقولہ رہا "افسوس مجھ پر اگر میں مسیح کی انجیل نہ سناؤں" (۱ قرن ۹: ۱۶) "مسیح کی محبت ہم کو مجبور کرتی ہے" "کہ ہم یہ پیغام دیں" "کہ خدا نے مسیح میں ہو کر اپنے ساتھ دنیا کا میل ملاپ کر لیا ۔ ۔ ۔ اور اس نے میل ملاپ کا پیغام ہمیں سونپ دیا" (۲ قرن ۵: ۱۹-۱۴) بخوف طوالت میں اقتباسات سے پرہیز کرتا ہوں۔ کیونکہ جس شخص نے منجی کونین کے شاگردوں کی تحریرات کا سرسری طور پر بھی مطالعہ کیا ہے اس کے لئے یہ ایک واضح اور روشن حقیقت ہے۔ انجیل جلیل کا ہر صفحہ اس بات کا شاہد ہے کہ خداوند مسیح فی الحقیقت دنیا کا منجی ہے۔ مسیحیت کی تبلیغ کی تعلیم اور احکام صرف چند ایک آیات پر ہی محدود نہیں بلکہ عہد جدید کے ہر رگ و ریشہ میں موجود ہیں اور اس کا کوئی صحیفہ ایسا نہیں جس کے ہر صفحہ میں مشنری کام اور کوشش اور تبلیغی احکام و مساعی موجود نہ ہوں۔ یہ ایک معنی خیز امر ہے کہ ابتدائی کلیسیا کے جن رسائل اور کتب کے رگ و ریشہ میں مسیحیت کی عالمگیریت کا اعتراف اور تبلیغی احکام موجود تھے کلیسیا نے اُن کی پرواہ تک نہ کی اور وہ گویا غفلت میں ہی سڑ گئے اور انہوں نے عہد جدید کے صحائف میں شمولیت کا شرف نہ پایا۔ عہد جدید کا وجود خود اس بات کا گواہ ہے کہ مسیحیت ایک عالمگیر مذہب ہے۔ اس کے اصول اور کلیات ہی ایسے ہیں جو عالمگیر ہیں اس کا اصل الاصول یہ ہے کہ خدا محبت ہے اور سب کا باپ ہے۔ پس بنی نوع انسان ایک دوسرے کے بھائی اور عضو ہیں۔ خدا کی محبت اور انسانی اخوت مسیحیت کی عمارت کے کونے کے پتھر ہیں۔ انجیل جلیل کے پیغام بشارت سے ہر شخص مستفیض ہے۔ مسیحی کلیسیا میں جتنوں نے مسیح میں شامل ہونے کا اصطباغ لیا مسیح کو پہن لیا۔ نہ کوئی یہودی رہا نہ یونانی۔ نہ کوئی غلام نہ آزاد۔ نہ کوئی مرد نہ عورت کیونکہ تم سب یسوع مسیح میں ایک ہو۔ (گلتی ۳: ۲۸) ہم سب نے نئی انسانیت کو پہن لیا ہے جو معرفت حاصل کرنے کے لئے اپنے خالق کی صورت پر نئی بنتی جاتی ہے وہاں نہ یونانی رہا نہ یہودی۔ نہ ختنہ نہ نامختونی۔ نہ وحشی نہ سکوتی۔ نہ غلام نہ آزاد۔ صرف مسیح سب کچھ اور سب میں ہے" (کلسی ۳: ۱۱) انجیل جلیل نے نجات کے دائرہ سے کسی قوم یا اُس کے فرد کو خارج نہیں کیا۔ عہد جدید کے مطابق "غیر قوم" ہونا قومیت کا معاملہ نہیں بلکہ روحانی اور اخلاقی معاملہ ہے۔ "غیر قوم" صرف وہی ہے جو جان بوجھ کر دیدہ و دانستہ اپنے آپ کو خدائے قدوس کی محبت بے کراں سے علیحدہ رکھتا ہے۔

(باقی آئندہ)

برکت اللہ





برگشتہ فرزند

دنیا میں کون سی ہستی ہے جس کی کمال خواہش اور تمنا یہ نہ ہو کہ ہمارے ہاں اولاد پیدا ہو۔ چنانچہ اولاد کے پیدا ہوتے ہی دست بدعا ہوتے ہیں کہ یا مولا یا رب قدیر یہ نو وارد ہستی نو وارد مہمان اپنی زندگی میں ہر طرح سے کامیاب ہو۔ اسکی عمر اس کے اقبال میں روز افزوں ترقی کرے۔ دنیا بھر کی نعمتیں اور دنیا بھر کے کمالات اس کے حصہ میں آئیں۔ یہ خواہش گویا ہر انسانی ہستی کا ایک طبعی خاصہ ہے ہر بچے کی خوشیاں اس منظور نظر کی خاطر پیدی کرنی پڑتی ہیں۔ مگر افسوس شیطان لعین کو یہ گوارا نہیں ہوتا۔ وہ ان خوشیوں کو والدین کی پاک رفاقت میں گذرنے نہیں دیتا۔ وہ نہایت مکاری اور ہوشیاری سے آتا ہے اور معصوم بچے کی بھول بھالی طبیعت کو بھڑکا کر اس کے نرم و نازک قلب پر برائی کا بیج بو دیتا ہے۔ بچہ والدین کے گھر کی خوشیاں چھوڑ کر برگشتہ ہو جاتا ہے اور یہاں تک نوبت پہنچ جاتی ہے کہ وہ تماشہ گاہوں میں جانے اور گالی بکنے والوں شرابیوں کی صحبت اختیار کر لیتا ہے اور مے خانوں کی گلیوں میں گھومتا پھرتا ہے۔ لوقا کی انجیل کے پندرھویں باب آیت گیارہ میں ہم ایک ایسے بچے کا ذکر پاتے ہیں جس کے دل میں شیطان لعین نے برائی کا بیج بویا۔ وہ اپنے والدین کی پاک رفاقت کو چھوڑ کر دور دراز ملک کو چلا گیا۔ اپنے مال کو شرابیوں اور جواریوں کی صحبت میں رہ کر برباد کر دیا۔ اب وہ بے خانماں ہے۔ کوئی یار و مددگار نہیں۔ جب اس کا روپیہ تھا ہر طرح کے لوگ اسکی دوستی کا دم بھرتے تھے۔ مگر اب خوراک پوشاک سے عاجز ہے۔ روزگار کی تلاش میں ہے۔ مگر دشوار ہے آخر کار سور چرانے کے کام پر مامور کیا جاتا ہے۔ جو اسکی یہودی شان کے برخلاف تھا۔ چونکہ وہ یہودی تھا یہ کام اسکے لئے نقصان کا باعث تھا۔ کیا آپ نے کبھی خیال کیا ہے کہ اس برگشتہ فرزند نے دور ملک میں چلے جانے سے کیا نقصان اٹھایا (۱) خوراک کا نقصان۔ اب وہ سوروں والی خوراک کے چھلکے کھاتا ہے۔ اسراف نے اپنی خوراک کو کھو دیا۔ ایک اور چیز جو برگشتہ فرزند نے کھو دی وہ اس کا اعتبار تھا کون اس کا یقین کرتا ہوگا اس ملک کے باشندے جب اس کو ننگے پاؤں اور چیتھڑے پہنے ہوئے سوروں کے درمیان کھڑے ہوئے دیکھتے ہونگے تو آپس میں کہتے ہونگے اس بدبخت کی طرف ذرا دیکھنا۔ اب وہ ان کو کہتا ہے تم مجھے بدبخت کیوں کہتے ہو۔ میرے باپ کے گھر میں بے شمار دولت اس کے توشہ خانوں میں اس قدر کپڑے ہیں کہ تم نے زندگی بھر کبھی نہ دیکھے ہونگے۔ میرا باپ بڑا دولتمند اور ذی رتبہ آدمی ہے۔ کیا آپ خیال کرتے ہیں کہ انہوں نے اس کا یقین کیا ہوگا کہ یہ بدبخت ایک دولتمند کا بیٹا ہے۔ تیسری چیز جو اسراف نے کھو دی وہ اس کا مکان ہے۔ اجنبی ملک میں اس کے پاس کوئی مکان نہ تھا۔ جبتک اسکا روپیہ تھا تب تک وہ مے خانوں اور جان پہچانوں میں بہت مشہور تھا۔ بہت سے لوگ اس کے اسوہ دوکار رکھتے۔ لیکن یونہی روپیہ جاتا رہا۔ دوست بھی نہ رہے۔ اب تو اس کو معلوم ہوا ہوگا کہ باپ کا گھر کیسا تھا؟ اپنے باپ کے پاس جاتا ہے اور اسکو کہتا ہے اے باپ آسمان کا اور تیری نظر میں گنہگار ہوا۔ اب میں اس لائق نہیں کہ تیرا بیٹا کہلاؤں۔ مگر باپ کو اس پر ترس آیا۔ وہ نوکروں سے اچھی اچھی پوشاکیں منگواتا ہے اور انگوٹھی اور جوتی پہناتا ہے بچھڑے ذبح کر کے اور شادیانے بجوا کر ان کے ہمراہ خوشی مناتا ہے اور لوگوں سے کہتا ہے۔ میرا بیٹا مردہ تھا۔ اب زندہ ہے۔ کھویا گیا تھا اب ملا ہے باپ اور بیٹا میز پر بیٹھے کھانا کھا رہے ہیں۔ باپ خوشی سے بھرپور ہے اور اس کا دل اندر سے اچھلتا ہے مسیحی دوستو۔ خیال کیجئے یہی حال ہمارا ہے۔ ہم جو گناہ کی تاریک پہاڑیوں میں بھٹک رہے تھے خدا سے دور ہو گئے تھے۔ اپنے افعال سے خدا سے برگشتہ ہو گئے تھے۔ خدا باپ چاہتا ہے کہ ہم مکان کو واپس لوٹیں۔ کھوئی ہوئی بھیڑ کی مثال کو یاد کیجئے۔ بزرگ گلہ ریم کو اپنے گلہ میں شامل کرنے کو تیار ہے۔ وہ ہر سال ہماری انتظاری کرتا رہتا ہے۔ سنہ ۱۹۲۵ء میں اس نے ہماری بے حد انتظاری کی ہے۔ آؤ ہم اس سال کے پہلے ہفتے اس کے پاس چلیں۔ اے گم گشتہ آج ہی گھر کو واپس آ۔ میں تجھے گرمجوشی سے قبول کرونگا۔ تیرے آنے پر آسمان میں خوشی ہوگی۔

احقر۔ اللہ دتا۔ گھٹیالوی۔

ہفتہ اطفال کی نیشنل کمیٹی

بچوں کی نمائش کے متعلق ایک ضروری ہدایت

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

ہفتہ اطفال کی قومی مجلس کی یہ رائے ہے کہ اگر بچوں کی نمائش خاص احتیاط و نگرانی کے ساتھ منضبط طریقہ میں منعقد کی جائیں تو ان سے اہم تعلیمی مفاد حاصل ہو سکتے ہیں۔ لیکن جن نمائشوں میں بعض خاص اصول کو مدنظر نہیں رکھا جاتا ان سے کوئی خاص نتیجہ مترتب نہیں ہوتا۔ بلکہ عوام کے دلوں سے ایسی نمائشوں کی قدر جاتی رہتی ہے اور ان سے وہ اغراض حاصل نہیں ہو سکتیں جو ان سے مقصود ہیں۔

بچوں کی نمائش سے مقصود تو یہ ہے کہ نمائش میں صرف ان بچوں کو داخل ہونے کی اجازت ہو جنکی مائیں بہبودی اطفال کی کسی ادارۃ میں کم از کم چھ ماہ تک باقاعدہ حاضر ہوتی رہی ہوں اور جب ادارۃ مذکور کا سپرنٹنڈنٹ بچے کے متعلق اپنی رپورٹ ارسال کرے تو بچے کو جو نمبر دیئے جائیں وہ اسکی اعلےٰ جسمانی حالت کی بنا پر نہ ہوں بلکہ ان کوششوں کی بنا پر ہوں

جو اس کی پرورش کے متعلق اُسکی والدہ نے خاص دقتوں کو عبور کرنے اور ادارۂ مذکور میں اسے جو مشورہ دیا جاتا ہو۔ اس پر عمل کرنے کے لئے کی ہوں۔ اگرچہ ہندوستان میں ادارت ہائے بہبودیِ اطفال کی تعداد ابھی تک بہت کم ہے۔ تاہم بہت سے لوگ یہ محسوس کرتے ہیں کہ بچوں کی نمایش امور زچگی اور بہبودیِ اطفال کے متعلق عوام میں بلاشبہ گہری دلچسپی پیدا کرنے کا مؤثر ذریعہ ہیں۔ ساتھ ہی ممکن ہے کہ اس سے ہندوستانی بچوں کی صحت کا معیار بلند کرنے کی ضرورت اچھی طرح محسوس کی جائے۔ اس لئے ہفتۂ اطفال کی قومی مجلس نے بچوں کی نمایش کے متعلق ایک پمفلٹ شائع کیا ہے۔ اس میں ان نمائشوں کے انتظامات کے متعلق تجاویز درج ہیں۔ یہ پمفلٹ نیشنل بیبی ویک آفس دہلی سے مل سکتا ہے اور نیز جو اشخاص بچوں کی نمایش کے متعلق مزید مشورہ یا امداد حاصل کرنا چاہیں وہ بھی دفترِ مذکور کی طرف سے بخوشی دی جائیگی۔

ڈیلی گزٹ کراچی کا نامہ نگار رقمطراز ہے کہ کچھ دنوں سے آریہ سماجی اپنے مندر کے بالمقابل کچہری روڈ پر کھلے میدان میں ہر شام کو جلسے کرتے ہیں اور لکچر دے رہے ہیں پنجاب سے آیا ہوا ایک سماجی پنڈت نہایت ہی اشتعال انگیز لکچر دے رہا ہے وہ اپنے ان لکچروں میں اسلام اور عیسائیت کے بہت سے عمدہ امور کو مسخ کرکے نہایت ہی مکروہ اور بھونڈی صورت میں پیش کر رہا ہے اور انکی توہین و تذلیل کر رہا ہے۔ اس سب پر ستم یہ کہ اسکا وتیرہ یہ ہو کہ وہ ہر روز گلا پھاڑ پھاڑ کر یہ چیلنج دے رہا ہو اگر کوئی مسلمان یا عیسائی ہے تو وہ میدان مناظرہ میں نکلے ہیں اسکا مذہب اور اُسکی مقدس کتابوں کا کھوکھلا پن ثابت کرنے کو تیار ہوں۔ ان اشتعال انگیزیوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ گذشتہ پیر کی رات کو ہنگامہ بازی ہوئی۔ ایک چودہ سالہ نوجوان مسلمان مسمی ڈاکٹر محمد یوسف سخت مجروح ہوگیا۔ پولیس کی آمد پر سکون طاری ہوگیا پولیس نے جلسہ کو منتشر کردیا اور سماجیوں کو جتھیوں اور لاٹھیوں سے مسلح تھے بھگا دیا۔ (زمیندار)

خبریں

پچھلے دنوں لاہور کے ایک ہندو بیرسٹر مسٹر ساگر چند دوبارہ مسلمان ہوگئے تھے (آپ ایک دفعہ پہلے مسلمان بنکر مرتد ہو چکے تھے) آپ نے اپنی دھرم پتنی کو بھی معہ بچوں کے مسلمان بنجانے کی ترغیب دی۔ جس کے جواب میں اس دھرم پر اَنا دیوی نے کہا۔ میں مرجاؤنگی انگ انگ کٹوا دونگی۔ لیکن اپنے دھرم کو کبھی نہیں چھوڑونگی۔ کس کی طاقت ہے جو مجھے اور میرے ننھے بچوں کو ہندو دھرم سے دھلیت کرسکے۔
(بندے ماترم)

بمبئی ۱۰ فروری۔ مسٹر سی۔ ایف اینڈریوز کیپ ٹون سے ۸ فروری کو حسب ذیل تار ارسال فرماتے ہیں۔ کہ ایشیاٹک بل کو سیلیکٹ کمیٹی کے حوالہ کرنے پر جب ووٹ لئے گئے۔ اور رائیں لے جانے پر ۸۰ اس کے حق میں اور ۳۰ خلاف نکلیں۔ جنرل سمٹس اجلاس سے اٹھکر چلے گئے
(ا۔ا)

بمبئی ۹ فروری۔ بمبئی کرانیکل رقمطراز ہے کہ بمبئی گورنمنٹ نے مسٹر جیفرڈ سپرنٹنڈنٹ پولیس بمبئی کو کمیشن کے روبرو جب یہ مہاراجہ صاحب اندور کے ممتاز بیگم کے ساتھ کئے گئے تعلق کے بارے میں تحقیقات کرنے کے لئے مقرر کیا جائیگا۔ استغاثہ کی طرف سے پیروی کے لئے نامزد کیا ہے۔ مسٹر جیفرڈ جو حال ہی میں دہلی سے واپس آیا تھا اب پھر اس مقدمہ کے متعلق کاغذات لیکر دہلی روانہ ہوگیا ہے۔ تاکہ وہ انہیں کمیشن کے سامنے رکھ سکے۔
(ا۔ا)

کلکتہ ۹ فروری۔ آج شام ہاوڑہ سٹیشن پر اطلاع موصول ہوئی کہ ای۔ آئی ریلوے کے سٹیشن اونڈل پر ریلوے پولیس کے ایک گورکھا چوکیدار کو گرفتار کرنے پر سخت فساد ہوگیا۔ صورت معاملات نہایت تشویشناک ہیں۔ مسلح پولیس ریلوے یارڈ میں متعینات کی گئی اور سب ڈویژنل افسر اور سپرنٹنڈنٹ پولیس موقعۂ واردات پر گئے۔ شام کے وقت تک امن و سکون بحال ہوگیا۔
(ا۔ا)

نواسری۔ ۹ فروری۔ بیان کیا جاتا ہے کہ پرنسز چیمبر نے جس کا دہلی میں اجلاس منعقد ہوا تھا۔ اس مطلب کے لئے دس ممبروں پر مشتمل ایک کمیٹی مقرر کی ہے۔ جو ہندوستانی شہزادگان کے مفاد کا خیال رکھے۔ حسب ہندوستان میں آئینی ترقی کے لئے رائل کمیشن کا تقرر کیا جائے۔

مہاراجہ آف بیکانیر اور مہاراجہ آف پٹیالہ بھی اس کے ممبر ہوں گے۔
(ا۔ا)

بمبئی ۹ فروری۔ بمبئی یونیورسٹی کے سینٹ نے پونہ میں مہاراشٹر کے لئے ایک تعلیمی اور عمدہ قسم کی یونیورسٹی قائم کرنے کے متعلق یونیورسٹی ریفارم کمیٹی کی تجویز بھاری کثرت رائے سے منظور کرلی ہے۔
(ا۔ا)

روم ۶ فروری۔ آج چیمبر میں مسولینی نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ جرمنی نے لوکارنو عہدنامہ کے بعد ٹائرل کے خلاف طوفانی بدتمیزی مچا رکھی ہے۔ اور ٹائرل کے مال کے بائیکاٹ کی دھمکیاں دی جارہی ہیں۔ اگر اس بائیکاٹ کی دھمکی کو عملی صورت دی گئی تو ہم اس بائیکاٹ کا جواب سختی کے ساتھ بائیکاٹ میں دینگے۔
(ا۔ا)



پادری عبدالحق صاحب منٹگمری میں

(اس مضمون کی قسط اول درج ہو چکی ہے۔ اب دوسری جو کہ مسٹر میتھیوز صاحب کی تحریر کا ملخص ہے درج ذیل ہے۔ نجان)

دوسرا روز تثلیث فی التوحید

روز اول کی تقریر سے اہالیان منٹگمری اس قدر محظوظ ہوئے کہ آج حاضرین کی تعداد پہلے روز سے دوگنی ہوگئی پادری صاحب نے تقریر فرمائی کہ۔

یہ مضمون مسیحیوں کا بنیادی مسئلہ ہے۔ عام طور پر مسلمان ہم پر کفر کا فتوےٰ لگاتے ہیں کہ ہم تین خداؤں کو مانتے ہیں اور مولوی صاحبان اپنے زعم میں اس کو کمزور سمجھ کر ہمیشہ اسی پر بحث کرنے کے لئے میدان مباحثہ میں اُتر آتے ہیں مگر غور سے دیکھا جائے تو مطلق توحید یعنی وحدت محضہ کی صداقت ثابت نہیں ہوتی۔

بائبل مقدس سے تثلیث فی التوحید کے ثبوت

(۱) پیدائش ۱-۱ لفظ خدا اصل زبان میں الوہیم ہے اور یہ جمع کا لفظ ہے مگر صیغہ واحد ہے۔ پس جب اسم جمع اور صیغہ واحد ہے تو خدا کی ذات میں کثرت و وحدت دونوں ہیں۔

(۲) پیدائش ۱-۲۶ "ہم انسان کو اپنی صورت پر بنائیں" یہاں اسم اور فعل دونوں جمع ہیں۔

(۳) پیدائش ۳-۲۲ "انسان نیک و بد کی پہچان میں ہم میں سے ایک کی مانند ہوگیا"۔ یہاں اور پیدائش ۱: ۲۶ میں "ہم" لفظ الوہیم کا ترجمہ ہے۔

(۴) یشعیاہ نبی کی کتاب کہ "یہواہ نے مجھے اور میری رُوح کو بھیجا ہے"۔

(۵) متی کی انجیل "تم جا کر باپ بیٹے اور روح القدس کے نام پر بپتسمہ دو"۔ یہاں بھی "نام" ہے نہ کہ ناموں پر یکنیر فی التوحید ثابت ہے۔

(۶) ۲ کرنتھیوں ۱۳: ۱۴ - یہاں بھی اسم جمع اور صیغہ واحد ہے گویا پاک کلام تثلیث فی التوحید سے بھرا پڑا ہے۔ مگر بعض نادان کہتے ہیں کہ مسیحی تین خداؤں کو مانتے ہیں۔ مگر یہ غلط ہے۔ ہم تو ایک ہی خدا کو ماننے والے ہیں۔ مثلاً لکھا ہے کہ

(۱) "میرے حضور تیرے لئے دوسرا خدا نہ ہو"۔

(۲) "جان لے اے اسرائیل میں تیرا خدا واحد خدا ہوں"

(۳) "ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ تو خدا واحد پر اور اس کے بیٹے پر۔۔۔ ایمان لائے"۔

دنیا کو توحید کی تعلیم دینے والی کتاب صرف بائبل ہی ہے۔ مگر اکثر لوگ ہمارے عقیدہ کے متعلق غلط بیانی سے بدگمانیاں پیدا کرتے رہتے ہیں۔ مسلمان وحدت کے قائل ہیں۔ مگر جب پوچھیں کہ وحدت کس قسم کی ہے تو چپ ہو جاتے ہیں۔ اقسام وحدت حسب ذیل ہیں۔

(۱) وحدتِ جنسی (۲) وحدتِ نوعی (۳) وحدت سلفی۔ وحدت شخصی اور (۴) وحدتِ عددی۔ مزید براں اور بھی قسمیں ہیں۔ جب مسلمانوں سے وحدت کی تعریف دریافت کیجاتی ہو تو فوراً سورۃ اخلاص پڑھ دیتے ہیں اور اس کا ترجمہ ہے کہ "خدا واحد ہے۔ نہ اوجھا ہے۔ نہ کسی کو جنا نہ کسی سے جنا گیا اور اُس کے جوڑ کا کوئی نہیں"۔ مگر یہ تو کوئی تعریف نہیں۔ یہاں تو صرف چند نفیوں کا ذکر ہے اور سلبی صفات بیان کرنے سے کسی کی تعریف نہیں ہوجاتی۔ مثلاً اگر کہیں کہ خدا ہاتھی۔ انسان۔ گھوڑا اور بندر نہیں تو اس سے خدا کی اہمیت پر شمہ بھر بھی روشنی نہیں پڑتی۔ قرآن کی تعریف نہ جامع ہے نہ مانع۔ جامع اس لئے نہیں کہ ان سلبی صفات کے علاوہ خدا کی اور بھی سلبی صفات ہیں۔ مثلاً لاجوہر۔ لامصور و لامحدود وغیرہ۔ اور مانع اس لئے نہیں کہ شیطان کی نسبت بھی کہہ سکتے ہیں کہ وہ کھاتا پیتا نہیں۔ نہ اس کا بیٹا ہے نہ باپ۔ اس صورت میں دونوں کی ان صفات میں کچھ فرق نہ رہا۔ قرآن میں وحدتِ محضہ کے لئے کوئی لفظ ہی نہیں۔ لفظ واحد خدا اور غیر خدا دونوں کے لئے بولا گیا ہے اور یہی حال لفظ احد کا ہے۔ بلکہ بین اَحَدٍ من رسلہ میں تو لفظ "بین" نے وحدت محضہ کو بالکل رد ہی کر دیا ہے۔

ہم وحدت کو عددی نہیں مانتے کیونکہ وہ گنتی سے باہر ہے۔ وحدت اور کثرت تو مقابلہ کے الفاظ ہیں۔ کثرت کے بغیر وحدت اور وحدت کے بغیر کثرت کوئی چیز ہی نہیں۔ ہم مانتے ہیں کہ خدا ہر جگہ ہے اور وہ ازلی اور ابدی ہے وہ لاثانی اور بے عدیل ہے۔ پس یکتائی کے لحاظ سے لاواحد کہتے ہیں نہ گنتی کے لحاظ سے۔ یعنی کوئی اس کے تئیے کا نہیں۔ چونکہ عدد کو کمال نہیں یعنی گنتی کی انتہا نہیں پس وحدت عددی ماننے سے ذات واجب تعالےٰ کو تبعیض لازم آئیگی۔ سوال یہ ہے کہ کثرت کس نے پیدا کی اور کس طرح کی۔ خدا کو کثرت کا علم بھی تھا۔ اگر علم ذاتی نہیں تو اُسے علم نہ تھا۔ اور اگر علم نہ تھا تو کثرت کیسے پیدا کرتا۔ مسلمان خدا میں سات صفتیں مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ذات ہی کا نام صفات ہے۔ مگر یہ غلط ہے۔ کیونکہ ایک ذات اور سات صفات پھر تو یہ آٹھ ہوگئیں۔ کبھی کہتے ہیں صفات اُس کی ذات کا نہ عین ہے نہ غیر۔ مگر یہ تو ارتفاع نقیضین ہے رات و دن اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ ایک ضرور نقیض ہوگا اور سمع و بصر وغیرہ کو صفات مانیں تو یہ زندگی پر موقوف ہیں جہاں زندگی نہیں وہاں یہ صفات بھی نہیں۔ مگر زندگی سمع و بصر پر منحصر نہیں۔ پس زندگی شرط اور سمع و بصر مشروط پس کلام و روح کو سمع و بصر و قدرت کے ساتھ صفات میں شامل کرنے سے صفات کا بعض پر تقدم لازم آئیگا۔ اور یہ باطل ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ کلام و روح صفات ہی نہیں بلکہ اقنوم ہیں۔ خدا کی سب صفات یکساں اور کامل ہیں اور ان میں سے کسی نوع کا تقدم و تاخر نہیں۔ خدا کی ذات واحد ہے۔ مسلمان کہتے ہیں کہ تم تین کے قائل ہو۔ مگر وہ خود تو سات کے قائل ہیں۔ اگر ان کے سات سے کفر لازم نہیں آتا تو ہمارے تین سے کہیں کیسے کفر لازم

آتا ہے۔ مسلمان تو کہتے ہیں کہ خدا کی ذات میں بحث کرنا کفر ہے۔ مگر ہم ہے تو ہر روز خدا کی ذات ہی کی نسبت بحث جاری رکھتے ہیں۔ کیا یہ کفر نہیں ہے؟ بات دراصل یہ ہے کہ مسلمان ہمارے عقیدہ کو غلط طور پر پیش کرتے ہیں ہم وحدت کے قائل ہیں مگر تکثر فی الوحدت کے۔ اور اگر آپ توحید کے اس مفہوم کی بطالت دیکھنا چاہیں جسے مسلمان مانتے ہیں یا مطلق توحید تو آپ کو میرا رسالہ "نجات التثلیث فی التوحید" پڑھنا چاہئے۔

تقریر ختم ہوئی۔ اور عوام پر اس قدر اثر ہوا کہ کسی کو اس پر اعتراض کرنے کی ضرورت ہی نہ رہی

ہتھیوز

انتقال پر ملال

نہایت رنج و افسوس کے بعد اس امر کا اظہار کیا جاتا ہے کہ مولوی علی محمد صاحب ہیڈ پنشنر ٹیچر مشن ہائی سکول دھاریوال ضلع گورداسپور مورخہ ۱۵ جنوری ۱۹۳۶ء کو عین عالم شباب میں اس جہان فانی سے عالم جاودانی کی طرف سدھارے۔ خدا تعالیٰ اُن کو غریق رحمت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔

مولوی صاحب کی ہستی سکول ہذا کے لئے فیوض و برکات کا باعث تھی۔ آپ یہاں قریباً ۱۴ سال سے ملازم تھے۔ اس عرصہ میں آپ جمیعتہ جانفشانی اور سوز دلی سے اپنے فرائض منصبی سر انجام دیتے رہے۔ آپ کا سلوک نہ صرف طلباء اور معلمین سے نہایت عمدہ تھا بلکہ عوام سے بھی اعلیٰ درجہ کا تھا۔ چنانچہ آپ کے جنازہ کے ساتھ تقریباً ۴ سو طلباء سارے اُستاد اور کوئی سو سے زیادہ دیگر اصحاب تھے۔

نور افشاں کے لئے نئے خریدار دیجئے۔

اشتہار کتب

کرنتھی مسیحیوں کو پولوس رسول کے پہلے خط کی تفسیر از پادری جے۔ جے لوکس صاحب صفحہ ۵۰۰۔ ایک روپیہ آٹھ آنہ (عہ)

کرنتھی مسیحیوں کو پولوس رسول کے دوسرے خط کی تفسیر از پادری جے۔ جے لوکس صاحب صفحہ ۳۳۹۔ ایک روپیہ (عہ)

خداوند یسوع مسیح کی زندگی کا احوال باتصویر از پادری جے۔ ایم۔ میکفی صاحب صفحہ ۶۲۔ ۳ ر

خداوند کا کلام لازوال ہے۔ مختلف مضامین پر بائبل کی ۳۰۰ آیتوں کا مجموعہ صفحہ ۳۰۔ ۲ پائی

کالکا شملہ ریلوے۔ از پادری واعظ۔ روحانی سفر کا حال نہایت دلچسپ پیرائے میں صفحہ ۶۴۔ ۳ ر

خلاصہ مضامین۔ مشن کے کاموں اور دیسی مسیحیوں کی تعلیم کی بابت سنہ ۱۸۹۰ء کی حالت کا فوٹو ہے۔ صرف پندرہ جلد باقی ہیں۔ نہایت مفید نقشہ ہائے اعداد و شمار شامل ہیں۔ ۵ ر

مختصر کوائف یوسفی۔ اخوند محمد یوسف خاں کے حالات جو کہ مرزا صاحب کی مریدی ترک کرکے مسیحی ہو گئے تھے۔ صفحہ ۱۶۔ ۹ پائی۔

کوائف الصحائف۔ از پادری مولوی عماد الدین صاحب لاہز مرحوم۔ بائبل کے نام عہد عتیق و جدید۔ الہام۔ سب صحیفوں کا بے تبدیل ہونا۔ ترجموں اور ۶۶ صحیفوں کی نسبت بیان اور اس کے بعد ہر ایک کتاب کے متعلق مفید نوٹ و معلومات صفحہ ۱۸۰۔ ۴ ر

کھلے ہوئے راز۔ دانیل (۱۲: ۱ تا ۹) میں جس نرغہ کتاب کا ذکر ہے اسکی تشریح صفحہ ۳۰۴۔ ۳ ر ملنے کا پتہ:۔

سکرٹری پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی انارکلی۔ لاہور

ینگ کرسچن ہائی سکول لودھیانہ

یہ بورڈنگ مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے بہت عرصے سے جاری ہے۔ مشن نے ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے حصہ لوئر پرائمری کی تین جماعتیں ایک امریکن خاتون کی زیر نگرانی کر دی ہیں اور چار ہندوستانی خواتین اُسکی مدد کرتی ہیں۔ اس سے چھوٹے بچوں کا انتظام ہو گیا ہے۔ شرح خرچ خوراک لوئر پرائمری سے ہائی تک سات روپیہ ماہوار ہے۔ کلاس فیس بحساب سرکاری شرح ہے متفرق اخراجات عہ ماہوار فی طالب علم ہے۔ کتابوں اور سٹیشنری کی قیمت اس کے علاوہ ہے۔ بموجب نئے انتظام چالیس فی صدی غیر مسیحی طلباء بھی داخل ہو سکتے ہیں۔ اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز۔ کرسی۔ الماری وغیرہ بھی تیار ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں جرکشا اعہ سے ماسہ تک گرد کو نول عہ سے عہ تک مزید حالات پرنسپل صاحب و ہیڈ ماسٹر صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں

بیرنگ ہائی سکول بٹالہ

یہ سکول عرصہ دراز سے مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے جاری ہے اور شہر سے تقریباً ایک میل باہر ایک پرفضا و صحت افزا مقام پر واقع ہے۔ اس کے متعلق ہوادار بورڈنگ ہاؤس خوشنما کھیل کا میدان۔ لڑکوں کے غسل کے لئے ایک خوش وضع تالاب اور عبادت کے لئے گرجا گھر جماعتوں کے لئے موزوں اور کشادہ کمرے ہیں۔ اسکول کے ماسٹر صاحبان اعلیٰ اور تعلیم یافتہ ہیں چند لڑکوں کے داخل ہونے کی گنجائش ہے۔ لہٰذا اطلاع کیا جاتا ہے کہ داخل ہونے والے طلباء پتہ ذیل پر درخواستیں بھیجیں۔

المشتہر

پرنسپل بیرنگ ہائی سکول بٹالہ

ضلع گورداسپور

پادری ڈبلیو۔ جے کلارک صاحب ایم۔ اے مینیجر نور افشاں ایمپرس روڈ لاہور کے لئے پنجاب پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوان چند صاحب پروپرائٹر چھپا۔